

## اکیسویں صدی کا تہذیبی منظر نامہ: فکرِ اقبال کی روشنی میں

محمد شوکت علی

Muhammad Shoukat Ali

ساجدہ پروین

Sajida Parveen

حنا تحسین

Hina Tahseen

Ph.D Scholars, Department of Urdu.

Lahore Garrison University, Lahore.

### **Abstract:**

*In the light of thought, Iqbal has presented a religious scene of the 21 century. This article describes civilizations with an explanation of civilization and meaningful interpretation. And the tendency to conflict with the great civilization of the world has been predicted. According to the present requirements, reasons for civilization have been presented. Iqbal's poetry emotions and critical thoughts have taken place in the context of civil war. Islamic civilization and Western civilization are two big civilizations that are contradictory. Iqbal's poetry has explained the contradictions of these civilizations.*

کہہ ارض پر بہت سی تہذیبیں ہیں، لیکن جن تہذیبوں میں تصادم کی لہر زیادہ نمایاں ہے وہ تہذیبیں دو ہیں: ایک اسلامی تہذیب اور دوسری مغربی تہذیب۔ مغربی تہذیب دوسری تمام تہذیبوں کو نابود کرنے کی اجارہ داری کا استعماری جواز بنائے ہوئے ہے۔ خاص طور پر زوالِ روس کے بعد امریکہ عیسائی تہذیب کا علمبردار بن کر پوری انسانیت کو باور کر رہا ہے کہ اب چار دانگ عالم میں ایک حاکم کی حکمرانی ہوگی باقی سب مرگِ مفاجات ہیں۔ مغربی تہذیب اپنی اقتصادی اور عسکری برتری کی وجہ سے دوسری تہذیبوں کو خس و خاشاک سے زیادہ اہمیت نہیں دیتی۔ اسلامی تہذیب اور مغربی تہذیب کو فکرِ اقبال کے آئینہ میں پیش کیا گیا ہے کیوں کہ علامہ اقبال مشرق میں پیدا ہوئے، مغرب میں ذہنی نشوونما پائی اور مغرب سے علمی اور عملی طور پر قریب رہنے کے باوجود اس سے مرعوب نہ ہوئے۔

اکیسویں صدی عیسوی میں سب سے زیادہ تہذیبی تصادم کی ترویج ۱۱ اکتوبر ۲۰۰۱ء میں ورلڈ ٹریڈ سینٹر نیویارک اور پنٹاگان پر ہوائی جہازوں سے حملہ کی صورت میں ہوئی۔ ہزاروں انسان ان حملوں کی زد میں ہلاک ہوئے۔ اس کے بعد امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے مسلم دنیا پر ظلم و بربریت کو مزید تیز کر دیا۔ شام، عراق، فلسطین، برما، آسام، افغانستان اور جموں و کشمیر میں سفاکیت اور درندگی میں مزید اضافہ ہوا۔ آج اسلامی تہذیب کو تباہ کرنے کے لیے امریکہ سرفہرست ممالک میں سے ایک ہے جس نے مشرقی مسلم ممالک کو بریغمال بنایا ہوا ہے۔ مغربی تہذیب مشرقی ممالک کو مجلس اقوام متحدہ، گلوبلائزیشن (عالم کاری) اور عالمی تہذیب کے ذریعے کمزور سے کمزور کر رہی ہے۔ مجلس اقوام متحدہ نے یہودی ریاست اسرائیل کے وجود کو ممکن بنایا ہے اور یہودیوں نے امریکہ کو پوری طرح اپنے ساتھ ملا لیا ہے۔ اس کا ثبوت عصر حاضر میں امریکی ہتھیاروں اور افواج کا اسرائیل کی امداد کرنے کی صورت میں عیاں ہے۔ اقوام متحدہ نے ہمیشہ یہودی اور امریکی مفادات کو فروغ دیا۔ گلوبلائزیشن نے مغربی ممالک اور مشرقی دنیا میں کشمکش اور تصادم کو ابھارا ہے۔ گلوبلائزیشن کے حقیقی معنی نجی سرمایہ کاری کی ترویج ہے جو مغربی ممالک سے تعلق رکھتی ہے اور یہ نیچ عالمی سرمایہ داری (Global Capitalism) کی صورت اختیار کر رہی ہے۔ گلوبلائزیشن دنیا کو سیکولر ازم اور مادیت کو بطور ”معبود“ تسلیم کرنے کی طرف راغب کرتی ہے جو کہ مسلم دنیا کے لیے کفرِ عظیم ہے۔ معید الظفر گلوبلائزیشن کے ضمن میں لکھتے ہیں:

”جہاں تک اس گلوبلائزیشن کا تعلق ہے اس نے نہ صرف معاشی اور سیاسی میدانوں کو متاثر کیا ہے بلکہ فن، ادب، ثقافت اور اسلامی تہذیب کو بھی اس نے سبوتاژ کرنے کی مذموم کوشش کی ہیں۔“ (۱)

اکیسویں صدی میں تہذیب یا کلچر کسی بھی معاشرے کے سماجی، اخلاقی، مذہبی، سیاسی اور معاشی پہلوؤں پر اثر انداز ہوئی ہے۔ اس میں سیاسی اور قومی شعور، وطنی شعور اور اجتماعی و تہذیبی شعور کے تشخص کو متاثر کیا ہے۔ تہذیبی تصادم کے بارے میں ہارورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر سموئیل پی ہینگٹن نے نظریہ پیش کیا جو ۱۹۹۳ء میں Foreign Affairs نامی میگزین میں بعنوان ’تہذیبی تصادم کیا ہے؟ (The Clash of civilization)‘ شائع ہوا۔ بقول سموئیل:

”موجودہ دور میں تہذیبی تصادم دنیا کے امن و امان کے لیے سب سے بڑا خطرہ ہے اور ایسا عالمی نظام جو تہذیبوں کی بنیاد پر مبنی ہو وہ عالمی جنگ کے خلاف ایک یقینی تحفظ ہے۔“ (۲)

دنیا میں جن تہذیبوں کے درمیان تصادم پایا جاتا ہے وہ درج ذیل ہیں:

- |                        |                         |                          |
|------------------------|-------------------------|--------------------------|
| ۱۔ مغربی تہذیب         | ۲۔ کنفیوشی (چینی) تہذیب | ۳۔ جاپانی تہذیب          |
| ۴۔ اسلامی تہذیب        | ۵۔ ہندو تہذیب           | ۶۔ Slavic orthodox تہذیب |
| ۷۔ لاطینی امریکی تہذیب | ۸۔ افریقی تہذیب         |                          |

اسلامی تہذیب کے ساتھ زیادہ متصادم تہذیبیں جاپان، روس، افریقی، مغرب، لاطینی امریکی اور پاکستان کا ہمسایہ ملک بھارت بھی اس تصادم میں کارفرما ہے جبکہ چین کم متصادم ملک ہے۔ اسلامی اور چینی تہذیبوں میں مغربی تہذیب سے متصادم پن نظر یاتی یا اقتصادی تو ہے ہی بلکہ ثقافتی Cultural طور پر بھی پایا جاتا ہے۔ تہذیبی تصادم سیاسی اور مذہبی اقدار کو غالب کرنے

کے لیے رونما ہوتا ہے۔ تہذیبی تصادم مختلف ممالک کے درمیان ان کے اپنے مقاصد و مفادات کی وجہ سے ہوتا ہے جن ممالک میں زبان، مذہب، اقدار و روایات، ادارہ جات اور ثقافت مشترک ہے ان ممالک میں تصادم کا خطرہ کم ہوتا ہے۔

تہذیب ایک سماجی نظام (Social Order) ہے اور ثقافت اس میں پروان چڑھتی ہے۔ تہذیب و ثقافت کی ترویج میں چار بنیادی عناصر کارفرما ہیں:

۱۔ اقتصادی اہتمام ۲۔ سیاسی نظام ۳۔ اخلاقی اقدار ۴۔ علم و فن کی جستجو

دنیا میں جتنے بھی عظیم مذاہب ہیں ان میں اسلام ایک واحد مذہب ہے جس میں یہ چاروں عناصر موجود ہیں۔ جبکہ ہندو اور عیسائی مذاہب سیاسی اور اقتصادی نظام میں اس طرح مستحکم نہیں۔ مغربی تہذیب اور مغربی حکومتوں نے مشرق وسطیٰ کے اسلامی ممالک کے خلاف سرد جنگ شروع کی ہوئی ہے۔ وہ مشرقی ممالک کو اپنا غلام بنانا چاہتے ہیں۔ عراق، فلسطین، شام اور برما جیسے ملکوں میں مغربی تہذیب کی ترقی و ترویج کے لیے کس طرح ہٹ دھرمی، عصبيت، منافقت اور سفاکیت ڈھائی جا رہی ہے۔ مسلمانوں کا قتل عام کیا جا رہا ہے۔ کشمیر میں بھارت نے مسلمانوں پر ظلم و ستم کی انتہا کر دی ہے اور اسی طرح پاکستان اور افغانستان میں آئے دن دہشت گردی کے واقعات کارونما ہونا، اس جارہانہ رویے کی پشت پناہی میں مغربی ممالک اور امریکہ سرفہرست ہے۔ امریکہ عرب ممالک پر اپنا تسلط قائم کر کے اسلامی تہذیب کو اپنا غلام بنانا چاہتا ہے تاکہ دنیا میں اس کی اجارہ داری قائم ہو سکے اور دوسری تہذیبوں کو اپنے طاقت کے بل بوتے سے مفلوج کیا جاسکے۔ قدرت کا قانون ہے کہ ہر عروج کے بعد زوال رونما ہوتا ہے۔ تہذیبوں میں عروج و زوال رونما ہوتا رہتا ہے۔ مغربی تہذیب جس کی پشت پناہی امریکہ کر رہا ہے اس میں بھی فساد اور خستہ حالی میں اضافہ ہو رہا ہے، لیکن پھر بھی مغربی تہذیب دوسری تہذیبوں کو کمزور کرنے اور ان کی اجارہ داری کو ختم کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ معید الظفر لکھتے ہیں:

”مغربی تہذیب جس کی نمائندگی موجودہ دور میں امریکہ کر رہا ہے اس قانون قدرت کے خلاف جا کر اپنی بالادستی و برتری کو محفوظ کرنا چاہتی ہے جو بالفاظ دیگر زمانہ کی گردش کو روکنے کے مترادف ہے۔“ (۳)

اکیسویں صدی میں مغربی تہذیب ہر طرح سے اسلامی تہذیب کو کمزور کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ مغربی تہذیب نے ذرائع ابلاغ جیسے ریڈیو، ٹیلی ویژن، اخبار و جرائد، انٹرنیٹ، کتاب، تمثیل، نغمہ، فلم، فن و حسن اور ملبوسات کی نمائش وغیرہ گوہر طرح سے مغربی تہذیب، اسلامی تہذیب پر اپنا تسلط قائم کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ مغربی تہذیبیں ہر طرح سے مشرق وسطیٰ میں اپنے رعب و دبدبہ کو قائم کرنے میں لگی ہوئی ہیں۔ وہ اپنی اقدار و روایات، مذہب و ثقافت کو دوسری تہذیبوں میں رائج کر کے اپنا علم پوری دنیا میں لہرانے کے خواہاں ہیں اور ان کا سب سے بڑا ہدف اسلامی تہذیب ہے۔ اسلامی تہذیب کو اپنا غلام بنا کر مغربیت ساری دنیا میں عام کرنے کے لیے کوشاں ہے۔ مغرب نے ہمیشہ پورے عالم اسلام کو اپنے ماتحت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اقوام متحدہ نے بھی ہمیشہ مغربی اتحادیوں اور امریکی مفادات کو سراہا ہے۔ اس نے اسرائیل اور امریکہ کے خلاف آواز اٹھانے والے ممالک کو ہمیشہ فراموش کیا ہے۔ مغربی تہذیب کو آفاقی (Universal) تہذیب تصور کیا جاتا ہے جبکہ اس نے اپنی ساکھ کو قائم کرنے کے لیے مشرق وسطیٰ اور دوسرے ممالک جو مغربی تہذیب سے الگ تہذیب و ثقافت رکھتے ہیں، وہاں ظلم



کسی نے نہیں سمجھا۔ مجھے اس امر کا فخر حاصل ہے کہ ان کی قیادت میں ایک سپاہی کی حیثیت سے کام کرنے کا مجھے موقع مل چکا ہے۔ میں نے ان سے زیادہ وفادار رفیق اور اسلام کا شیدائی نہیں دیکھا۔‘ (۶)

اقبال کا نقطہ نظر واضح اور صاف ہے وہ حق اور سچ کے حامی ہیں۔ ان کے احساسات و جذبات میں حق گوئی اور حقیقت پسندانہ افکار کی آبیاری ہوتی ہے۔ ان کی یہ بڑی خوبی ہے کہ وہ مخالفت نہیں کرتے بلکہ بڑے جرأت مند اور پر معنوی انداز میں تہذیب و تمدن پر تنقید کرتے ہیں۔ ناامیدی، مایوسی، افسردگی اور پسماندگی ان کا شیوہ نہیں ہے بلکہ ان کا نقطہ نظر وسیع اور پر مغز ہے:

کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق  
نہ ابلہ مسجد ہوں، نہ تہذیب کا فرزند (۷)

☆☆☆

نہیں ہے نا امید اقبال اپنی کشت ویراں سے  
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی (۸)

اکیسویں صدی میں بھی اقبال کا نظریہ فکر انسانی زندگی کے گونا گوں تقاضوں کی تکمیل کرنے کے لیے مسلسل جدوجہد کی طرف راغب کرتا ہے۔ تہذیب کے برعکس مذہب اصول و ضوابط اور قانون وضع کرتا ہے تاکہ زندگی کے نصب العین کو حاصل کیا جاسکے۔ ان کا فکر و فلسفہ قابل عمل اور قابل ستائش ہے۔ ان کی شاعری تخیلاتی نہیں بلکہ انسان کو فکر و عمل کی طرف راغب کرتی ہے۔ ان کا فلسفہ زندگی اسلام کے اصولوں پر چلتے ہوئے نئے زمانے کے بدلتے ہوئے تقاضوں کو پورا کرتا ہے۔ ان کے نظریات و تصورات میں زندگی کے اسرار کو سمجھنے کے اثرات پائے جاتے ہیں۔ زندگی سے متعلق فرد اور قوم کے تناظر میں صوفی تبسم رقم طراز ہیں:

’اقبال کی شاعری کا ایک کارنامہ یہ بھی ہے کہ اس نے فقط زندگی کو شاعری اور شاعری کو زندگی سے وابستہ ہی نہیں کیا بلکہ زندگی کے تصور کو بھی خواہ وہ فرد کی زندگی ہو یا قوم کی بلند تر کر دیا۔‘ (۹)

اقبال کے نظریہ فکر میں ملت اسلامیہ کی ترقی و ترویج کے اثرات عیاں ہیں۔ ان کے ہاں اسلامی تہذیب کی پاسداری کا سبق ملتا ہے اور وہ کسی صورت بھی اسلامی اقدار و روایات، تہذیب و ثقافت پر مغربی تہذیب کی اجارہ داری کو گوارا نہیں کرتے ہیں۔ وہ اسلامی تہذیب کو عالمگیر تقاضوں پر محیط کرنے کے لیے کوشاں ہیں اور مغربی تہذیب سے مادہ پرستی کو اپنے روحانی خیالات و تصورات پر کبھی بھی حاوی ہونے کا درس نہیں دیتے۔ انھوں نے مغربی تہذیب کو اسلامی تہذیب کے لیے تباہ کن اور پراگندہ ذہنیت کی مالک تہذیب تصور کیا ہے۔ ڈاکٹر گلشن طارق رقم طراز ہیں:

’اقبال کی فکر کا مرکز ملت بیضاتھی۔ وہ شب و روز اسی فکر میں غلطاں رہتے کہ کس طرح ملت اسلامیہ کو تباہی و بربادی کے گڑے سے نکالا جائے۔‘ (۱۰)

اکیسویں صدی میں بھی اقبال کے تہذیبی افکار کو وسیع معنوں میں دیکھا جاسکتا ہے کیوں کہ ان کی نظم اور نثر دونوں میں انسانی مسائل کا سامنا ہے۔ اقبال کی فکر آج کے جدید انسان کی فکری اور عملی تقاضوں کی آبیاری کرتی ہے۔ انھوں نے فکری لحاظ سے قومی اور ملی جذبے کو غیر معمولی اہمیت دی ہے اور ہمارے لیے تصورِ خدا، تصورِ کائنات اور تصورِ انسان کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے کہ ان تمام پہلوؤں کو کس تناظر میں دیکھنا چاہیے۔ اقبال کی فکری وسعت کے ضمن میں ڈاکٹر طاہر حمید تنولی لکھتے ہیں:

”اقبال کی شاعری میں ہمیں ان کا آہنگ رومی کی طرح حیاتِ افروز و عمل انگیز، بلٹن کی طرح پرشکوہ، حافظ کی طرح نشاطیہ، دانستے کی طرح گہرا، غالب کی طرح کشادہ، بائرن کی طرح ہموار اور گونے کی طرح پرسوز نظر آتا ہے۔“ (۱۱)

اقبال کی نظریاتی فکر عالمی سطح پر کشادگی کی حامل ہے۔ ان کی شاعری میں وسعتِ نظری کے عظیم نمونے موجود ہیں جو مشرق کے کسی دوسرے شاعر کے ہاں اس قدر موجود نہیں۔ اس بات کی طرف اشارہ اغیار بھی کرتے ہیں۔ لارڈ لوتھین نے کہا تھا کہ عالمِ اسلام ہی نہیں بلکہ تمام مشرق میں اقبال جیسا اثر انداز مفکر اور کوئی نہیں۔ اقبال کی فکر میں عالمی سماجی نظام (Universal Social Reconstruction) کا عنصر بھی نمایاں ہے۔ انھوں نے نکلسن کے نام خط میں یہ واضح کیا کہ میری فارسی نظموں کا مقصد اسلام کی وکالت نہیں بلکہ میں عالمی سماجی نظام کی تشکیل چاہتا ہوں۔ یعنی اسلامی تہذیب ہی ایک ایسی تہذیب ہے جو رنگ نسل، ذات پات اور رتبہ و درجہ کے تمام امتیازات کو مٹانے کا درس دیتی ہے۔

فکرِ اقبال میں پاکستان کا وجود میں آنا بھی شامل ہے۔ مسلم دنیا کے مسائل کو عالمی و سیاسی تناظر میں اقبال ہی کے افکار میں دیکھا جاسکتا ہے۔ انھوں نے تہذیبی تصادم اور ان کے باہمی مسائل کو بھی اپنی شعری کاوشوں میں پیش کیا۔ اقبال نے نہ صرف تہذیبی کشمکش کو مختلف زاویوں سے پیش کیا بلکہ ان سے پیدا ہونے والے مسائل کی بھی نشان دہی کی۔ تہذیبوں کے باہمی مسائل کے رونما ہونے اور ان کے نقصانات اور ان کے مسائل کے حل کرنے کی ترغیب اپنی نظم و نثر میں پیش کی۔ قیامِ یورپ کے دوران اقبال مغرب کے فکری اور علمی دریچوں سے خوب واقف ہو چکے تھے اور انھوں نے پیشن گوئی کی تھی کہ مغرب کی تہذیب اپنی ناپائیداری کے خود اسباب پیدا کرے گی اور تباہ و برباد ہو جائے گی:

دیارِ مغرب کے رہنے والوں! خدا کی بستی دکان نہیں ہے  
کھرا جسے تم سمجھ رہے ہو وہ اب زرِ کم عیار ہوگا  
تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی  
جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائدار ہو گا (۱۲)

اکیسویں صدی میں یورپ نے تکنیکی اور مادی طور پر تو خوب ترقی کی ہے، لیکن ثقافتی اقدار، اخلاقی پہلوؤں اور روحانیت کے تسکینی انداز فکر کو نظر انداز کر دیا ہے۔ مغربی تہذیب کا اگر بغور جائزہ لیا جائے تو وہ ایک برہنہ، آوارگی اور بے چینی سے دوچار کیفیت کی حامل تہذیب ہے۔ اقبال اسلامی تہذیب و تمدن کے بہت بڑے علم بردار تھے۔ انھوں نے عالمِ اسلام اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ اس ضمن میں زاہد چودھری لکھتے ہیں:

”وہ بیسویں صدی میں عالمِ اسلام کے زوال اور بالخصوص مسلمانانِ ہند کی زبوں حالی پر

بہت اشکباری کرتے تھے۔ ان کے دل میں مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے بے پناہ درد

تھا۔‘ (۱۳)

علامہ اقبال نے اقوام کی ترقی اور زوال میں افراد کی اہمیت کو اجاگر کیا اور تہذیبوں کی ترقی کے لیے افراد کی اجتماعیت پر زور دیا۔ انھوں نے اپنے نظریہ تغیر کو قرآن پاک کی روشنی میں پیش کیا۔ جس میں انھوں نے اقوام کی تہذیب و تمدن کی پائیداری اور زندگی کی بقا کی حقیقت کو نظریہ تغیر میں عیاں کیا۔ اسلامی تہذیب و ثقافت میں جمود کے سخت خلاف تھے۔ ان کے افکار و نظریات میں اجتہاد کرنے کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ جمود کو توڑنے کے لیے اجتہاد پر زور دیا گیا ہے۔ ان کے نزدیک اسلامی تہذیب غیر اسلامی تہذیبوں سے پاک اور صاف تہذیب ہے۔ اسلامی تہذیب میں قدیم اور جدید رجحانات اقبال کے خطبات میں عیاں ہیں۔ محمد شریف بقا رقم طراز ہیں:

’اقبال کا ماننا تھا کہ اسلام اپنے ماخذ الہام کی بنا پر قدیم لیکن اپنی روح کے لحاظ سے جدید دور سے تعلق رکھتا ہے۔‘ (۱۴)

اقبال نے قوم پرستی (Nationalism) کو نہ صرف ملتِ اسلامیہ کے لیے مضفر قرار دیا ہے بلکہ اقوامِ مغرب کے لیے بھی زوال قرار دیا ہے۔ عالمِ اسلام میں وطنی قومیت کا تصور علاقوں اور ملکوں سے بالاتر ہے اور اسلامی تہذیب پان اسلامک تہذیب (Pan-Islamic Civilization) ہے۔ وہ مسلمان کو وطن سے منسوب نہیں کرتے بلکہ اسلام سے منسوب کرتے ہیں۔ مسلم ملت کو مقام و ملک کی حدود و قیود سے کوئی سروکار نہیں۔ عالمِ اسلام میں کوئی جغرافیائی حد بندی کی پابندی نہیں ہے:

ہے اگر قومیتِ اسلام پابندِ مقام

ہند ہی بنیاد ہے اس کی نہ فارس نہ شام (۱۵)

☆☆☆

بازو ترا توحید کی قوت سے قوی ہے

اسلام ترا دیں ہے تو مصطفوی ہے (۱۶)

اکیسویں صدی میں دیکھا جائے تو مغربی تہذیب سائنس اور ٹیکنالوجی میں اسلامی ممالک سے کہیں آگے ہے، لیکن اس نے سائنسی علوم میں ترقی اسلامی تہذیب و ثقافت سے استفادہ کر کے ہی کی ہے۔ عربی تہذیب نے سب سے پہلے سائنس میں ترقی کی، لیکن خواب غفلت میں پڑ جانے سے مغرب جاگ گیا اور سائنسی و معاشی طور پر ترقی و ترویج کر گیا۔ مغرب نے اسلامی علوم و فنون سے استفادہ کیا اور ترقی کی منازل طے کرتا گیا۔ جبکہ اس کے برعکس اسلامی تہذیب نے اپنے علوم و فنون، قرآن و سنت پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے۔ یہی اسلامی تہذیب کی سب سے بڑی ناکامی ہے، غور و فکر، تحقیق و تجزیہ کرنے کے بارے میں قرآن پاک میں بھی کہا گیا ہے، لیکن ہم اس پر عمل پیرا نہیں، یہی عالمِ اسلام کی سب سے بڑی ناکامی ہے:

بجھ کے بزمِ ملت بیضا پریشان کر گئی

اور دیا تہذیب حاضر کا فروزاں کر گئی (۱۷)

اکیسویں صدی میں ملتِ اسلامیہ کو ترقی کرنے کے لیے اجتہاد پر عمل کرنا ہوگا اور جمود کے بت کو توڑنا ہوگا جیسا کہ فکرِ اقبال

جمود کے خلاف ہے اور اجتہاد کو امت مسلمہ کے لیے ترقی کا ضامن قرار دیتی ہے۔ اجتہاد اور جہاد سے مسلمان اپنی کھوئی ہوئی عزت و وقار حاصل کر سکتے ہیں۔ خواہ مغرب نے مادی طور پر کتنی ہی ترقی کیوں نہ کر لی ہو، لیکن وہ روحانی طور پر غم و الم، اور انتشار و پراگندگی سے بھرے ہوئے ہیں۔ اقبال کی فکر نے مغرب کی تقلید کا درس نہیں دیا بلکہ ان کے تہذیبی، معاشی اور سیاسی نظام کو اسلامی تہذیب کے لیے مضمر قرار دیا ہے۔ عالم اسلام کی ناکامی کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اس نے غیر اسلامی تہذیبوں کی تقلید کرنا شروع کر دی ہے، جس کی وجہ سے اسلامی تہذیب اپنا تشخص کھوتی جا رہی ہے۔ اسلامی تہذیب میں اندرونی انتشار، تعصب، نفاق، بخل اور منافقت جیسی برائیاں پائی جاتی ہیں۔ فکر اقبال ان زوال آموز رویوں سے بچنے کی تلقین کرتی ہے اور انسانی فلاح و بہبود، محبت و اخوت اور بھائی چارے کی طرف امت اسلامیہ کی توجہ مرکوز کرنے کی قابل ہے:

رابط و ضبط ملت بیضا ہے مشرق کی نجات  
ایشیا والے ہیں اس نکتے سے اب تک بے خبر (۱۸)

☆☆☆

وضع میں تم ہو نصاریٰ، تو تمدن میں ہنود  
یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائے یہود (۱۹)

اکیسویں صدی میں جمہوری آزادی اور جمہوریت کو مغربی تناظر میں مشرقی تہذیب و ثقافت کے لیے خطرہ تصور کیا جا سکتا ہے اور آج مشرق وسطیٰ میں مغربی ممالک کی جانب سے کیے جانے والے حملے اقبال کی فکری تصور کی عکاسی کرتے ہیں۔ آج مسلم امہ کو ہر طرح سے رسوا اور بدنام کیا جا رہا ہے کہ مسلمان دہشت گرد ہیں جبکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ اقبال مغرب کی اس اسلام دشمنی سے خوب آشنا تھے۔ ان کے افکار و نظریات میں مغربی تہذیب کے اسلامی تہذیب کے خلاف واضح اثرات پائے جاتے ہیں۔ مغربی تہذیب سیاسی، مذہبی، سماجی، اقتصادی و معاشی طور پر اسلامی تہذیب سے جدا گانہ نظریات کی حامل تہذیب ہے جبکہ مغربی تہذیب میں مذہبی تعصب، نفرت، بغض، قینہ، فتنہ و فساد اور ظلم و جبر جیسے عناصر پائے جاتے ہیں۔ اسلامی تہذیب امن و امان، ایثار و محبت، فلاح و بہبود اور بھائی چارے کا درس دیتی ہے۔ آپ نے بھی اپنی شعری کاوشوں اور افکار و نظریات میں ایسے ہی خیالات و تصورات کا اظہار کیا ہے اور اسلامی تہذیب کو عالم انسانیت کے لیے عالمگیریت کی حامل تہذیب قرار دیا ہے۔ یہ ہر مذہب کے لیے امن و امان کی راہ ہموار کرتی ہے۔

## حوالہ جات

- ۱۔ معید الظفر، تہذیبی تصادم اور فکر اقبال، سری نگر: انسٹی ٹیوٹ یونیورسٹی آف کشمیر، ۲۰۰۴ء، ص: ۸۸
2. Samuel P. Huntington, The Clash of civilization and The Remaking of world order, Dehli: Penguin Books, 1997, P-321.
- ۳۔ معید الظفر، تہذیبی تصادم اور فکر اقبال، ص: ۶۷
- ۴۔ محمد اقبال، کلیات اقبال اردو، علی گڑھ: ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۱۹۹۵ء، ص: ۵۹۹
- ۵۔ ایضاً، ص: ۳۶۷



- ۶۔ محمد علی، قائد اعظم، فلیپ: کلیات اقبال، جہلم: بک کارنر شوروم، ۲۰۱۲ء
- ۷۔ محمد اقبال، کلیات اقبال اردو، ص: ۳۱۳
- ۸۔ ایضاً، ص: ۳۰۲
- ۹۔ صوفی تبسم، علامہ اقبال صوفی تبسم کی نظر میں، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۸۳ء، ص: ۸۱
- ۱۰۔ گلشن طارق، ڈاکٹر، فروغ اردو میں اقبال کی خدمات کا تحقیقی جائزہ، لاہور: گلشن ہاؤس، ۲۰۱۲ء، ص: ۲۵۹
- ۱۱۔ طاہر حمید تنولی، ڈاکٹر، معاصر تہذیبی کشمکش اور فکر اقبال، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۲۰۱۳ء، ص: ۶۴
- ۱۲۔ محمد اقبال، کلیات اقبال اردو، ص: ۱۴۱
- ۱۳۔ زاہد چودھری، مسلم پنجاب کا سیاسی ارتقاء، تکمیل و ترتیب: حسن جعفر زیدی، لاہور: ادارہ مطالعہ تاریخ، ۲۰۱۳ء، ص: ۲۵۷
- ۱۴۔ محمد شریف، بقا، خطبات اقبال: ایک جائزہ، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۹۱ء، ص: ۹۳
- ۱۵۔ محمد اقبال، کلیات اقبال اردو، ص: ۱۴۷
- ۱۶۔ ایضاً، ص: ۱۶۰
- ۱۷۔ ایضاً، ص: ۱۳۶
- ۱۸۔ ایضاً، ص: ۲۶۵
- ۱۹۔ ایضاً، ص: ۲۰۳